بانی: مجتہد العصر مفتی دوراں حضرت العلام حافظ محمد عبداللہ محدث روپڑی
بیاد: سلطان المناظرین حافظ عبدالقادر روپڑی

ہفت روزہ
تنظیم اہلحدیث
لاہور

جماعت اہلحدیث کی خصوصی ترجمان

مدیر مسئول: حافظ محمد جاوید روپڑی
نگران اعلیٰ: عارف سلمان روپڑی

ید اللہ علی الجماعۃ۔ ترمذی
لا جماعۃ الا بامارۃ۔ دارمی

جلد 54 | جمعۃ المبارک | 6 جمادی الثانی 1431ھ 21 تا 27 مئی 10ء | شمارہ 20
فون: 7656730 فیکس: 7659847

بدفالی شرک ہے
اس سے بچنے کی دعا

قَالُوْا طَآئِرُكُمْ مَّعَكُمْ اَئِنْ ذُكِّرْتُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ مُّسْرِفُوْنَ۝ [یٰس]

''رسولوں نے کہا تمہاری نحوست تمہارے ساتھ ہے، تمہیں نصیحت کی گئی اس لیے؟ بلکہ تم حد سے تجاوز کر گئے ہو۔''

فضل بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''بدشگونی وہ ہے جو تجھے کسی کام کے کرنے پر آمادہ کرے یا روک دے۔ [مسند احمد]

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کوئی بیماری متعدی نہیں، نہ بدفالی اور بدشگونی کی کوئی حقیقت ہے اور نہ ماہ صفر منحوس ہے۔'' [صحیح بخاری]

''انسان کے اپنے اعمال بد ہوتے ہیں جس کے سبب مصائب آتے ہیں۔'' [سورہ الروم:41]

عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو شخص اپنے کسی کام سے بدفالی کی بنا پر رکا تو اس نے شرک کیا۔''

صحابہ نے عرض کی کہ اس کا کفارہ کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اس کا کفارہ یہ دعا ہے:

اَللّٰهُمَّ لَا خَيْرَ اِلَّا خَيْرُكَ وَلَا طَيْرَ اِلَّا طَيْرُكَ وَلَا اِلٰهَ غَيْرُكَ. [مسند احمد]

''یا اللہ! تیری بھلائی کے علاوہ کوئی بھلائی نہیں اور تیرے شگون کے علاوہ کوئی شگون نہیں اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔''

ہمارے معاشرے میں بھی یہ بات زبان زد عام ہے کہ کوا بولا تھا لہٰذا مہمان آئیں گے، دوکان پر پہلا گاہک اچھا نہیں آیا تو دن ہی اچھا نہیں گزرے گا، کالی بلی رستہ کاٹ گئی ہے لہٰذا سفر پر نہ جاؤ وغیرہ وغیرہ۔ تو اس سے بچنا از حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں بدشگونی سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین

جامعہ اہل حدیث کا ویب سائٹ ایڈریس www.jaamia.info

حافظ عمران ظہور

مومن اور فاجر کی موت میں فرق؟

عن ابی قتادة انه کان یحدث ان رسول الله ﷺ مر علیه بجنازة فقال مستریح او مستراح منه فقالوا یا رسول الله ﷺ ما المستریح والمستراح منه فقال العبدا لمومن یستریح من نصب الدنیا و اذاها الی رحمة الله والعبد الفاجر یستریح منه العباد والبلاد والشجر و الدواب. [متفق علیه]

سیدنا ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ایک جنازہ گزرا، تو آپ نے فرمایا: ''راحت پانے والا ہے یا دوسرے اس سے راحت پا گئے ہیں'' صحابہ کرام نے عرض کی ''راحت پانے والا ہے یا دوسرے اس سے راحت پا گئے ہیں'' اس کا مطلب کیا ہے؟ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا: مومن شخص دنیاوی تھکاوٹوں اور اذیتوں سے (موت کے وقت) راحت پالیتا ہے اور اللہ کی رحمت کی آغوش میں چلا جاتا ہے اور فاجر آدمی سے (اس کی موت کے وقت) انسان، زمین، درخت اور جانور راحت حاصل کر لیتے ہیں۔

اس پیاری حدیث مبارکہ میں نیک انسان اور فاجر انسان کی موت کے وقت کا ردِعمل بیان کیا گیا ہے۔ جب بھی کوئی انسان فوت ہوتا ہے تو اس کی دو حالتوں میں سے ایک حالت ہو جاتی ہے:

۱۔ یا تو وہ خود راحت پانے والا بن جاتا ہے، جیسا کہ فرمان نبوی کے مطابق نیک آدمی دنیاوی مصائب، آلام، مشکلات اور تھکاوٹوں سے راحت پالیتا ہے۔ نیک آدمی کی موت اس کے لیے راحت کا باعث بن جاتی ہے۔

۲۔ یا پھر فوت ہونے والے انسان سے دوسری چیزیں راحت پالیتی ہیں، جس طرح کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فاجر انسان کی مثال دے کر بتایا کہ جب فاجر آدمی فوت ہوتا ہے تو انسانوں، زمینوں، درختوں اور جانوروں وغیرہ کے لیے باعثِ راحت بن جاتا ہے۔

اس لیے ہمیں چاہیے کہ اس حدیث کو مدنظر رکھتے ہوئے اپنی زندگی میں انقلاب پیدا کریں۔ اپنی بقیہ ساری زندگی اللہ اور اسکے رسول کے بتائے ہوئے احکامات کے مطابق گزارنے کی از حد کوشش کریں، تا کہ ہم بھی اپنے وقتِ آخر میں راحت پانے والے خوش نصیبوں میں سے ہو جائیں اور ایسے بداعمال سے دور ہو جائیں، جن کی وجہ سے انسان فاسق و فاجر بن جاتا ہے اور وقتِ اجل میں دنیا سے اس طرح سے جاتا ہے کہ انسان، زمین، درخت اور جانور وغیرہ بجائے غمی کے خوش ہو جاتے ہیں اور اس فاجر سے راحت پالیتے ہیں۔

اگر آج ہم اپنی عملی زندگی پر ایک سرسری نظر ڈالیں تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ ہم شب و روز اللہ کی نافرمانیوں میں گزار رہے ہیں اور ہمارے اپنے ہی گناہوں کی وجہ سے ہم سے ہر کوئی نفرت کرتا ہے۔ دنیا ہمیں حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہے، زمین پتا نہیں کیسے ہمارا بوجھ اٹھائے ہوئے ہے، درختوں سے پھل کم حاصل ہونا بھی اسی چیز کی علامت ہے، جانور بے زبان ہمارے مظالم سے محفوظ نہیں۔ صرف ایک اللہ کی رحمت ہی ہمیں سہارا دیئے ہوئے ہے۔ ورنہ ہمارے پلے میں تو کچھ بھی نہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ ہمیں آخری وقت میں راحت پانے والے خوش نصیبوں میں سے بنائے اور ہمیں ایسا نہ کرے کہ ہم سے دوسری چیزیں راحت حاصل کریں۔ آمین

اللھم صل وسلم علی نبینا محمد واله وصحبه تسلیما کثیرا۔

تنظیم اہلحدیث

مدیر مسئول
حافظ محمد جاوید روپڑی

جلد 54 ☆ شمارہ 20
6 جمادی الثانی ☆ 1431ھ
21 مئی ☆ 2010ء
C.P.L - 104

فون: 7656730 / 7670968 فیکس: 7659847

اداریہ

مولانا عبداللطیف حلیم

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر

اللہ رب العزت نے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) سے دوستی لگانے سے منع فرمایا۔ اس لیے کہ وہ ہمارے دین کو استہزاء کا نشانہ بناتے ہیں اور کفار سے بھی دوستی کرنے سے منع کیا ہے، ان کو مسلمان کے عقیدے اور ایمان سے نفرت ہے۔ زبان سے وہ اس کا کم اظہار کرتے ہیں اور ان کے دل بغض و عناد سے بھرے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ان سے قتال کا حکم دیا۔ انہیں اس زمین کے اوپر ذلیل و رسوا ہو کر زندگی گزارنے کا حق ہے نہ کہ عزت سے زندگی گزارنے کا۔ دور نبوت میں ان کے گھناؤنے جرائم سامنے آئے، اسی لیے پہلے انہیں مدینے سے خیبر اور پھر خیبر سے بھی جلاوطن کر دیا گیا۔ جس پیغمبر کے آنے کی خوشخبری تورات میں موجود تھی حتیٰ کہ آخری رسول کے صحابہ کے اوصاف تک موجود تھے، یہودیوں نے اس پیغمبر کو قتل کرنے کی سازشیں تیار کرنے سے بھی گریز نہ کیا۔ جنہوں نے مسلمانوں کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔ کئی تہ تیغ کر دیے گئے اور کئی جزیہ جیسی ذلت کو قبول کرنے پر آمادہ ہو گئے۔

آج مسلمانوں نے وہ درس بھلا دیا۔ اس ایمان کو چھوڑ دیا، اسلامی اخوت پارہ پارہ کر دی، انہوں نے اپنے عروج اور غلبے کی نئی نئی راہیں نکالیں۔ کسی نے تعلیم کو، کسی نے سائنسی ترقی کو، کسی نے اغیار کی نقالی کو، کسی نے اغیار کی غلامی کو، ترقی کی منزل قرار دے دیا اور ہمارے وزیر اعلیٰ پنجاب نے انگلش میڈیم کو ترقی کی منزل قرار دے دیا ہے۔ جو اساس اور بنیاد تھی اس کا خیال کسی کو نہیں آیا۔ ایمان اور اسلامی اصولوں سے روگردانی اختیار کی، تو ذلت و رسوائی ہمارا مقدر بن گئی۔ کبھی روم و ایران جیسی طاقتیں مسلمانوں کے زیرنگیں آئیں تو ایمان کی بات تھی، ایمان ہو تو اللہ کی مدد حاصل ہوتی ہے اور اگر ایمان چلا جائے تو رحمت الٰہی بھی روٹھ جاتی ہے۔ ہماری تو ایمان کے ساتھ غیرت بھی چلی گئی۔ اتنے بے غیرت بن گئے کہ ملک پاکستان کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ کو امریکہ کے حوالے کر دیا۔ صرف مشرف کا ہی نہیں بلکہ صدر زرداری اور وزیر اعظم سے لے کر تمام حکمران اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ غیر تمندی سے جرأت کیوں نہیں کرتے۔ امریکہ کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کے ڈاکٹر عافیہ کو واپس لوٹانے کا مطالبہ کیوں نہیں کرتے۔ کئی دفعہ امریکہ کے صدر اوبامہ سے مذاکرات کر چکے ہیں، کبھی گیلانی گیا، کبھی زرداری اور کبھی وزیر اعظم نے قومی خزانے سے موجیں کیں۔ ملک کو کیا ملا؟ کسی نے قوم کی بیٹی ڈاکٹر عافیہ کو واپس

مجلس ادارت

مدیر اعلیٰ: شیخ الحدیث حافظ عبدالغفار روپڑی
مدیر : پروفیسر ڈاکٹر مزمل احسن شیخ
مدیر انتظامی : حافظ عبدالوہاب روپڑی
نائب مدیر انتظامی : مولانا محمد جابر حسین
معاون مدیر : مولانا عبداللطیف حلیم
منیجر : شہادت طور
0300-4583187
کمپوزنگ/ڈیزائننگ : وقار عظیم بھٹی
0301-4002662

فہرست

اداریہ	3
الاستفتاء	5
تفسیر سورۃ آل عمران	6
وحی الٰہی کا انکار	10
محاذ آرائی کا سبب	16
قیامت کی نشانیاں	17

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

زر تعاون

فی پرچہ - 7 روپے
سالانہ - 300 روپے
بیرون ممالک 200 ریال (امریکی 50 ڈالر)

مقام اشاعت

ہفت روزہ "تنظیم اہلحدیث" رحمن گلی نمبر 5
چوک دالگراں لاہور 54000

لانے کا مطالبہ کیا؟ ملکی خزانے سے آنے جانے کے اخراجات، سوٹ بوٹ اور کوٹ کی کمائی بھی قومی خزانے سے لی۔ تو ملک کا کیا فائدہ ہوا؟ سوائے ملک کا سودا کرنے کے تم سے کیا توقع ہے؟ ملک کی سرزمین کو کھنڈرات میں تبدیل کرنے کا شاید آپ نے فیصلہ کیا ہوا ہے۔ وہ امریکہ جو بھارت کی پشت پناہی کر رہا ہے اور بھارت ہمارے دریاؤں پر ڈیم پر ڈیم بنائے جا رہا ہے۔ ہمارے وزیر خارجہ شاہ محمود قریشی کہتے ہیں کہ بھارت ہمارا پانی کب چوری کر رہا ہے۔ وزیر خارجہ صاحب کا کوئی قصور نہیں، دراصل ان کی غیرت کا تقاضا یہی ہے۔ وزیر اعظم گیلانی بھی منموہن سے ملے بڑے تبادلہ خیال ہوئے لیکن کشمیر کاز اور پانی کے مسئلے پر انہیں ڈٹ کر مطالبات کرنے کی کیا ضرورت تھی، کیونکہ وزیر اعظم ہاؤس میں لوڈشیڈنگ نہیں ہوتی اور نہ انہیں پانی کا کوئی مسئلہ ہے۔ یہ تمام نقصان امریکہ کے فرنٹ لائن اتحادی بننے کا ہمیں ہو رہا ہے۔ ہمارے حکمرانوں نے ''بلیک واٹر'' غنڈوں کی سپاہ ہمارے ملک میں کھلی چھوڑ رکھی ہے۔ امریکہ کے ڈرون حملے ہماری سرزمین کا سینہ چھلنی کر رہے ہیں۔ دو آدمی مطلوب ہوتے ہیں تو بیسیوں مر جاتے ہیں، جس کے ردعمل میں ہمارے پورے ملک میں کہیں نہ کہیں آئے روز خودکش دھماکہ ہو رہا ہوتا ہے۔ ڈرون کے ساتھ ساتھ ہماری فوج وزیرستان کے علاقے میں امریکہ کی جنگ لڑ رہی ہے۔ اس کے باوجود امریکہ کو ہم پہ یقین نہیں، وہ آئے روز نیا ڈرامہ رچاتا رہتا ہے۔ کبھی انڈیا میں اجمل قصاب کا اور کبھی 9/11 کا اور کبھی امریکہ میں فیصل شہزاد کا۔ جنرل (ر) حمید گل کا یہ بیان حقیقت پہ مبنی ہے کہ اجمل قصاب اور فیصل شہزاد کے کیس کی کڑی ایک ہی ہے۔ دراصل امریکہ چاہتا ہے کہ پاکستان پر زور دے کر شمالی وزیرستان پر بھی دہشت گردی کے خلاف جنگ شروع کروائے۔ امریکہ ہمارے حکمرانوں سے جو چاہتا ہے منوا لیتا ہے۔ لیکن خود پاکستان سے کیے ہوئے وعدے پورے نہیں کرتا۔ ہمارے حکمران جو امریکہ کے لیے اپنی سرزمین (قبائلی علاقوں) پر جو جنگ لڑ رہے ہیں، امریکہ اس جنگ کے لیے بہت امداد دینے کا وعدہ کر چکا ہے لیکن اس نے اسے پورا نہیں کیا۔ اس کے باوجود صدر آصف زرداری نے امریکہ پر زور دیا ہے کہ وہ قبائلی علاقوں میں معاشی ترقی کے زونز کے قیام کے لیے قانون سازی کا عمل تیز کرے اور پاکستانی مصنوعات کو یورپی یونین اور امریکی منڈیوں تک رسائی دے۔ ہمارے صدر صاحب امریکہ کے اتنے شیدائی کیوں ہیں؟ ہمارے حکمرانوں نے ملکی خود مختاری اور آزادی کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ امریکی مفادات کی اس جنگ میں پاکستان کو کم وبیش 40 ارب ڈالر کا نقصان ہوا اور جس کی دلالی میں ہم نے اپنا نقصان کیا، وہ ہم سے مزید تقاضے تو ضرور کر رہا ہے، مگر ہماری معیشت کو سنبھالا دینے کے لیے اس نے زبانی جمع خرچ اور وعدے وعید کے سوا ہماری اب تک ایک دھیلے کی امداد نہیں کی۔ جبکہ نام نہاد فرینڈز آف پاکستان کی جانب سے بھی اب تک ہمیں چکمہ ہی دیا جا رہا ہے۔ اس کے باوجود صدر زرداری امریکہ کو قبائلی علاقوں میں ترقی کا عمل تیز کرنے کی دعوت دے رہے ہیں۔

میر بھی کیا سادہ ہیں ہوئے جس کے سبب بیمار
اسی عطار کے لونڈے سے دوا لیتے ہیں

حکمران اگر ملکی ترقی اور امن کو برقرار رکھنا چاہتے ہیں تو انہیں چاہیے کہ فی الفور امریکی مفادات کی جنگ سے خود کو باہر نکالیں، اس کے فرنٹ لائن اتحادی کا کردار ترک کیا جائے، قبائلی علاقوں میں فوجی آپریشن فی الفور بند کر دیا جائے۔ امریکی ڈرون حملوں کا سدباب کیا جائے اور یورپین ممالک کے ساتھ ایک مسلمان کے کردار اور جرأت سے پیش آنا چاہیے۔ اقبال نے کہا تھا

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قومِ رسول ہاشمی

گورنر پنجاب کی گاڑی: گورنر پنجاب کے لیے وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ نے اڑھائی کروڑ کی گاڑی کی منظوری دے دی ہے۔ سرکاری خزانے سے دو کروڑ 54 لاکھ کی سپلیمنٹری گرانٹ دی جائے گی۔ اڑھائی کروڑ کی رقم سے کتنے غریبوں کے چولہے جل سکتے ہیں۔ یہ فضول خرچی ایسے صوبے کے سرکاری خزانے سے کی گئی ہے۔ جہاں آئے روز غریب عوام خودکشیاں کرتے رہتے ہیں۔ وزیر اعظم اور وزیر اعلیٰ پنجاب گورنر کو گاڑی اتنی خطیر رقم سے خرید کے دے رہے ہیں اور بیچارے غریب عوام ٹیکسوں کے بوجھ تلے دبے جا رہے ہیں۔ ان حکمرانوں سے کیا امید کی جا سکتی ہے کہ وہ ملک اور عوام کے خیر خواہ ہیں۔ شرم مگر تم کو نہیں آتی

کیا وزیر اعظم اور خادم پنجاب کو اس مقروض ملک کی حالت زار پر ترس نہیں آیا کہ جس کے باسی غریب آسمان کو پہنچی ہوئی مہنگائی کے باعث اپنے بچے بیچ رہے ہیں۔ اڑھائی کروڑ کی گاڑی سڑک پر نہیں غریب عوام کے ناتواں جسم پر ہی چلے گی۔

الاستفتاء

حافظ عبدالوہاب روپڑی

اطاعت والدین، عصری تعلیم اور شریعت مطہرہ

سوال: اللہ اور اس کے رسول اور امیر کی ہی اطاعت کرنی چاہیے یا کہ والدین کی بھی اطاعت کرنی چاہیے؟ کیا موجودہ دور میں دنیاوی تعلیم حاصل کرنی چاہیے یا صرف دینی تعلیم کو ہی حاصل کیا جائے؟

الجواب بعون الوہاب:

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: یاایھا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم" اے ایمان والو! تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور اولی الامر یعنی امیر کی اطاعت کرو۔[پارہ 5]

لیکن یہاں لفظ اطاعت صرف اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی اور رسول اللہ ﷺ کے لیے استعمال ہوا ہے لیکن امیر کی اطاعت کو لفظ واؤ لاکر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کے تابع اور ان کی اطاعت کے ساتھ مشروط کردیا گیا ہے۔ اگر امیر کی بات اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے حکم سے مطابقت رکھتی ہے تو مانی جائے، بادیگر صورت میں اس کی بات ماننے سے انکار کردیا جائے۔ جیسا کہ حدیث میں بھی ہے رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر کو روانہ کرتے وقت اسے امیر کی اطاعت کا حکم دیا تو اس امیر نے ایک مقام پر اپنے ساتھیوں کو آگ میں کود جانے کا حکم دیا بعض صحابہؓ آگ میں چھلانگ لگانے کے لیے تیار ہوگئے اور بعض نے یہ کہتے ہوئے آگ میں کودنے سے انکار کردیا کہ اس آگ سے محفوظ رہنے کے لیے ہم نے رسول اللہ ﷺ کے دین کو قبول کیا ہے قبول اسلام کے بعد اگر پھر بھی ہم نے آگ میں ہی جلنا ہے تو ہمیں قبول اسلام کا کیا فائدہ جب یہ معاملہ عدالت نبوی ﷺ میں پیش کیا گیا تو آپؐ نے فرمایا:

"لو دخلوھا ماخرجوا منھا ابدا" اگر وہ آگ میں داخل ہو جاتے تو ہمیشہ آگ میں ہی رہتے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "انما الطاعة فی المعروف" امیر کی اطاعت صرف اچھے کاموں میں ہی ہے۔

[بخاری کتاب الاحکام باب السمع والطاعة مالم تکن معصیة ج8ص 2612،13 رقم الحدیث: 6726]

اسی طرح دوسرے مقام پر آپ نے فرمایا: "لاطاعة لمخلوق فی معصیة اللہ" مخلوق کی اطاعت اللہ کی نافرمانی میں نہیں ہے۔[مسند امام احمد ج2ص 333 رقم الحدیث: 1095، شرح السنة کتاب الامارة باب الطاعة فی المعروف ج 6ص 35 رقم الحدیث: 2455]

ان روایات نے قرآن مجید کی آیت کا معنی بھی متعین کردیا ہے کہ امیر ہو یا والدین ان کی اطاعت شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی میں نہیں کی جاسکتی۔

نوٹ:

حالانکہ والدین کی خوشی کو رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رضا بتلایا ہے۔[ترمذی]

لیکن اس کے باوجود بھی والدین اگر اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کا حکم دیں تو پھر ان کی اطاعت جائز نہیں۔

موجودہ دور میں دنیاوی اور دینی تعلیم دونوں کو حاصل کرنا چاہیے تاکہ دنیاوی تعلیم کے ذریعہ انسان دین اسلام کی تعلیم کو احسن انداز سے لوگوں تک پہنچا سکے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو یہود کی تعلیم حاصل کرنے کا حکم دیا ہے۔[ابوداود کتاب العلم باب روایة اھل الکتاب ص 656 رقم الحدیث: 3640]

کیونکہ علم دینی ہو یا دنیاوی، یہ انسان میں وسعت پیدا کرکے تنگ نظری کو ختم کرنے کے علاوہ اس کو بلندیوں کی طرف لے جاتا ہے اگر قرآن مجید میں غور کیا جائے تو جدید علوم کے حصول کی طرف اشارات ملتے ہیں۔ جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "ویخلق مایشاء ویختار" اللہ تعالیٰ جس چیز کو پسند کریں گے مستقبل میں پیدا فرمائیں گے اسی طرح "ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم" تم سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ علم دنیاوی ہو یا دینی یہ اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے اس سے ہر ایک کو حسب توفیق فائدہ حاصل کرنا چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ ان نعمتوں کے متعلق سوال کریں گے جو انسان کو دی گئی ہیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے سورہ آل عمران کے آخر میں زمین اور آسمان کی پیدائش میں تفکیر کا حکم دیا ہے اور یہ تفکیر علوم سائنس اور دنیاوی علوم ہیں۔

تفسیر سورۃ آل عمران

(قسط نمبر 28) **حافظ عبدالوہاب روپڑی** (فاضل ام القری مکہ مکرمہ)

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ o وَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَیُوَفِّیْھِمْ اُجُوْرَھُمْ وَاللّٰہُ لَا یُحِبُّ الظّٰلِمِیْنَ o ذٰلِکَ نَتْلُوْہُ عَلَیْکَ مِنَ الْاٰیٰتِ وَالذِّکْرِ الْحَکِیْمِ o

ترجمہ: جن لوگوں نے کفر کا ارتکاب کیا میں انہیں دنیا میں بھی سخت عذاب میں مبتلا کروں گا اور آخرت میں بھی ان کا کوئی مددگار نہ ہوگا اور وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، اللہ تعالیٰ ان کو پورا ثواب عطا کرے گا اور اللہ تعالیٰ ظالموں سے محبت نہیں کرتا (اے رسول!) یہ (اللہ کی) آیتیں ہیں اور حکمت سے بھرپور نصیحتیں ہیں جو ہم آپ کو پڑھ پڑھ کر سنا رہے ہیں۔

مشکل الفاظ کے معانی:

نّٰصِرِیْنَ: مددگار، یہ "نَاصِرٌ" کی جمع ہے۔

فَیُوَفِّیْھِمْ: پھر وہ پورا دے گا ان کو۔

نَتْلُوْہُ: ہم پڑھتے ہیں اسے۔

الذِّکْرِ الْحَکِیْمِ: حکمت سے بھرپور نصیحتیں۔

ماقبل سے مناسبت:

سابقہ آیت میں اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی تعلیمات کا ذکر کرتے ہوئے نصاریٰ کے باطل عقائد کی تردید کی اور دلائل کے ساتھ بڑے حکیمانہ انداز میں توحید کا اثبات کیا۔ مذکورہ بالا آیات میں کفار کے لیے سزا اور اہل ایمان کے لیے جزا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ قرآن مجید کی آیات جو ہم آپ پر پڑھ کر سنا رہے ہیں یہ حکمت سے بھرپور نصیحتیں ہیں۔

التوضیح:

فَاَمَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا فَاُعَذِّبُھُمْ عَذَابًا شَدِیْدًا فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ وَمَا لَھُمْ مِّنْ نّٰصِرِیْنَ o

توحید باری تعالیٰ کا اثبات اللہ تعالیٰ نے بڑے حکیمانہ انداز میں کیا اور نصاریٰ کو نصیحت کی وہ ہٹ دھرمی اور ضد کی روش کو چھوڑ کر دین اسلام کو قبول کر لیں۔ کیونکہ توحید باری تعالیٰ کا انکار اور حقائق سے اعراض دنیا اور آخرت میں عذاب الٰہی کے نزول کا بہت بڑا سبب ہے اور جب اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا تو دنیا کی کوئی طاقت اہل کفر کی مددگار ثابت نہ ہوگی۔

آخرت کا عذاب:

آخرت کا عذاب کس قدر سخت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَۃِ اَکْبَرُ لَوْ کَانُوْا یَعْلَمُوْنَ o

اور آخرت کا عذاب (دنیاوی عذاب سے) بہت زیادہ بڑا ہے، کاش کہ وہ جان لیں۔ [القلم: آیت ۳۳، پ ۲۹]

آخرت کے عذاب کو قرآن مجید نے تفصیل سے بیان کیا ہے۔ جس میں چند مقامات درج ذیل ہیں۔

۱۔ اس دن کی ہولناکی دیکھ کر آنکھیں کھلی رہ جائیں گی۔

۲۔ عذاب کی سختی کو دیکھ کر ان پر مدہوشی طاری ہو جائے گی۔

۳۔ جہنم میں ان کا مقام طینۃ الخبال (وہ مقام کہ جہاں اہل جہنم کی پیپ اکٹھی ہوگی) ہے۔ [ابوداؤد]

۴۔ گندھک کی قمیض پہنا کر جہنم میں دھکیل دیے جائیں گے۔

۵۔ جہنم کی آگ کی وجہ سے ان کی جلی ہوئی چمڑی فوراً صحیح چمڑی میں تبدیل کر کے مسلسل عذاب جہنم سے دوچار کیا جائے گا۔

دنیاوی عذاب:

دنیاوی عذاب کی بھی کئی شکلیں اور صورتیں ہیں۔ جن میں سے

چند درج ذیل ہیں:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ذکر سے اعراض کرنے والے کی معیشت تنگ کردی جاتی ہے۔

۲۔ برے اعمال مصائب اور مشکلات کا پیش خیمہ ثابت ہوتے ہیں۔

۳۔ مال اور اولاد کا فتنہ انسان کے ذہنی اور قلبی سکون کو ختم کردیتا ہے۔

۴۔ حق چھپانے والوں پر دنیا میں اللہ کی لعنت برستی ہے اور وہ رحمت الٰہی سے دور ہوجاتے ہیں۔

۵۔ صاحب ایمان وکردار افراد کو اللہ تعالیٰ باغی ومنکر قوموں پر غلبہ دے کر باغی ومنکر قوموں کو مغلوب کردیتے ہیں۔

۶۔ گناہ تنگدستی اور افلاس میں مبتلا کردیتے ہیں۔

وَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَيُوَفِّيْهِمْ اُجُوْرَهُمْ.

اہل ایمان اگر اعمال صالحہ پر کاربند ہوں تو ہر طرح کی عافیت اور عیش وآرام کا وعدہ ان سے اللہ تعالیٰ نے کیا ہے۔ نیز فرمایا:

فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً.

کہ اعمال صالحہ پر کاربند ہونے والے مومن کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے پاکیزہ زندگی میسر آئے گی۔ [سورۃ النحل، پ۱۴، آیت:۹۷]

کیونکہ انسان کے اعمال صالحہ ہی اس کو اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سرخرو کریں گے اور برے اعمال اس کی ذلت ورسوائی کا سبب ہوں گے اور جس کے اعمال اس کو عزت نہ دلا سکے، اس کا حسب ونسب اس کے کچھ کام نہ آئے گا۔

رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے:

مَنْ بَطَّأَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُسْرِعْ بِهِ نَسَبُهُ.

کہ جس شخص کو اس کے برے اعمال نے پیچھے کردیا (جنت سے) اس کا حسب ونسب اسے آگے (جنت میں) نہ کرسکے گا۔

[صحیح الترغیب والترہیب کتاب العلم الترغیب فی العلم وطلبہ جلد ۱ ص ۱۳۸، ۱۳۷ رقم الحدیث: ۶۹]

اہل ایمان کو روز قیامت ان کے اعمال کا پورا پورا بدلہ، انعامات اور رضائے الٰہی کی شکل میں دیا جائے گا کہ جسے دیکھ کر مومن خسرت کرے گا کہ کاش میں نے اور زیادہ اعمال صالحہ کیے ہوتے تو آج اور انعامات الٰہی کا مستحق بن جاتا۔

وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ ○

حدود اللہ کو پامال کرنے والے ظلم کا ارتکاب کرنے والے ہیں، جن پر ہمیشہ ہی اللہ تعالیٰ کا غیض وغضب نازل ہوتا رہا ہے اور یہ لوگ اللہ تعالیٰ کی محبت اور رحمت سے دور ہیں۔

ظلم کا لغوی معنی:

وَضْعُ الشَّيْءِ فِيْ غَيْرِ مَحَلِّهٖ.

کسی چیز کو اس کے اصل مقام پر نہ رکھنا ظلم کہلاتا ہے۔

سب سے بڑا ظلم:

ظلم کی بہت سی اقسام ہیں لیکن سب سے بڑا ظلم شرک ہے۔

سورۃ لقمان میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ. [سورۃ لقمان پ۲۱، آیت۱۳]

یقیناً سب سے بڑا ظلم اللہ کے ساتھ شرک کرنا ہے۔

ظلم کی مذمت:

ظلم ایک ایسی نافرمانی ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی رحمت اور محبت سے دور کردیتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ظلم سے اجتناب کرنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

اِتَّقُوا الظُّلْمَ فَاِنَّ الظُّلْمَ ظُلُمَاتٌ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَاتَّقُوا الشُّحَّ فَاِنَّ الشُّحَّ اَهْلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ حَمَلَهُمْ عَلٰى اَنْ يَّسْفِكُوْا دِمَاءَهُمْ وَاسْتَحَلُّوْا مَحَارِمَهُمْ.

تم ظلم سے بچو کیونکہ ظلم تو قیامت کے دن کی تاریکیاں ہیں (ظالم قیامت کے دن ظلم کے اندھیرے کے سبب راہ نہ پاسکے گا) اور تم خود کو کنجوسی سے بچاؤ کیونکہ اسی بخیلی نے تم سے پہلے لوگوں کو ہلاک کیا، بخیلی کی وجہ سے (مال ودولت کی لالچ ان میں پیدا ہوئی اور) انہوں نے ایک دوسرے کے خون بہائے اور (بخیلی کی وجہ سے) حرام کو حلال کیا۔

[صحیح مسلم کتاب البر والصلة باب تحریم الظلم جلد ۸ جزء نمبر ۱۶ ص ۱۱۴ رقم الحدیث: ۲۵۷۸]

ظالم کامیاب نہیں ہوسکتا:

کامیابی اور ناکامی صرف اور صرف اللہ کے اختیار میں ہے اور کامیاب ہمیشہ وہ لوگ ہوتے ہیں جو کتاب وسنت کے صحیح متبع بن کر زندگی گزارتے ہوئے، اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی نافرمانی سے بچتے ہیں، اور ظلم کا ارتکاب انسان کو ناکامیوں کی طرف دھکیل دیتا ہے۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّهٗ لَا یُفْلِحُ الظّٰلِمُوْنَ.

بے شک ظلم کامیاب نہیں ہوتے۔ [سورۃ یوسف، پ۱۲ آیت ۲۳]

توبہ نہ کرنے والا ظالم ہے:

ہر انسان گناہ کرتا ہے لیکن سب سے بہتر انسان وہ ہے جو اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی معافی طلب کرتے ہوئے گناہوں سے اجتناب کرے اور جو توبہ کرے اللہ تعالیٰ اس کی خالص توبہ کو قبول فرما کر اس کے گناہوں پر معافی کا قلم پھیر دیتے ہیں۔ لیکن جو شخص توبہ استغفار نہ کرے ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے ظالم کہہ کر پکارا ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. [سورۃ الحجرات: آیت ۱۱، پ ۲۶]

کہ جس نے توبہ نہ کی یہی لوگ تو ظالم ہیں۔

ظالم اور قیامت کی رسوائی:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے بتلائے ہوئے صراط مستقیم پر چلنے میں ہی انسان کی اخروی نجات ہے اور جس نے صراط مستقیم سے اعراض کرتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی راہ کو اختیار کیا، یہ روش انسان کو قیامت کے ذلیل و رسوا کر دے گی اور انسان حسرت کرے گا کہ کاش میں نے پیغمبر کے بتلائے ہوئے راستہ کو اپناتے ہوئے ظلم کی راہ کو چھوڑ دیا ہوتا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَیَوْمَ یَعَضُّ الظَّالِمُ عَلٰی یَدَیْهِ یَقُوْلُ یٰلَیْتَنِی اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُوْلِ سَبِیْلًا.

کہ قیامت کے دن ظالم (اپنے انجام کو دیکھ کر) اپنے ہاتھوں کو (غصے سے) چبائے گا اور (حسرت سے) کہے گا کہ کاش میں نے رسول اللہ ﷺ کے راستہ کو اختیار کیا ہوتا (اور ظلم کی راہ کو چھوڑ دیا ہوتا)۔

ظلم کا ارتکاب ہلاکت کا پیش خیمہ:

جب کسی معاشرے میں ظلم و زیادتی عام ہو جائے تو وہ معاشرہ ہر لحاظ سے تباہ و برباد ہو جاتا ہے اور ایسے معاشرے پر اللہ تعالیٰ رحمت کی بجائے ہلاکت کو بھیج کر ان کو تباہ و برباد کر دیتے ہیں۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

هَلْ یُهْلَکُ اِلَّا الْقَوْمُ الظّٰلِمُوْنَ. [سورۃ الانعام: ۴۲،۴۷]

ہمیشہ ظالم قومیں ہی ہلاک ہوا کرتی ہیں۔

حدود اللہ کی پامالی ظلم:

قوموں کی ناکامی اور ذلت کی ایک بہت بڑی وجہ حدود اللہ سے تجاوز کرنا ہے اور جہاں فیصلے حدود اللہ کے خلاف کیے جائیں وہ معاشرہ کبھی بھی ایک عدل و انصاف پر مبنی معاشرہ نہیں بن سکتا۔ بلکہ ایسے معاشرہ میں ظلم و زیادتی ہی پروان چڑھتی ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے حدود اللہ سے تجاوز کرنے اور اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تعلیمات کی روشنی میں فیصلہ نہ کرنے کو ظلم قرار دیا ہے۔

اللہ کا فرمان ہے:

وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ. [سورۃ الطلاق: ۱]

کہ جس نے حدود اللہ سے تجاوز کیا تحقیق اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔

نیز فرمایا: وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ. [سورۃ المائدہ: پ ۶، آیت: ۴۵]

اور جس نے اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ (احکام) کے مطابق فیصلہ نہ کیا تو ایسے لوگ ہی ظالم ہیں۔

ظلم اور رسول اللہ ﷺ کی دعا:

ظلم کے نقصانات کس قدر ہیں اس کا اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا، اسی لیے رسول اللہ ﷺ نے ظلم سے اللہ کی پناہ طلب کرتے تھے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْفَقْرِ وَالْقِلَّةِ وَالذِّلَّةِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ اَنْ اَظْلِمَ اَوْ اُظْلَمَ.

اے اللہ تعالیٰ! میں تیری پناہ مانگتا ہوں محتاجی، کمی اور ذلت سے اور اس سے بھی کہ میں کسی پر ظلم کروں یا دوسرے مجھ پر ظلم کریں۔

[سنن ابی داؤد کتاب الصلاۃ باب فی الاستعاذہ ص ۲۶۵ رقم الحدیث ۱۵۴۴]

مظلوم کی بددعا:

ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ثَلَاثَةٌ لَا تُرَدُّ دَعْوَتُهُمْ. اَلصَّائِمُ حَتّٰی یُفْطِرَ وَالْاِمَامُ الْعَادِلُ وَدَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ یَرْفَعُهَا اللّٰهُ فَوْقَ الْغَمَامِ وَیَفْتَحُ لَهَا اَبْوَابَ السَّمَآءِ وَیَقُوْلُ الرَّبُّ وَعِزَّتِیْ لَاَنْصُرَنَّکَ وَلَوْ بَعْدَ حِیْنٍ.

تین آدمیوں کی دعا (کبھی) رد نہیں ہوتی۔ روزہ دار حتی کہ وہ

روزہ کھول لے (خصوصاافطاری کے وقت کی دعا) عدل کرنے والاحکمران اور مظلوم کی بددعا اللہ تعالیٰ مظلوم کی دعا کو قیامت کے دن اوپر بادلوں پر اٹھالیں گے اور کھول دیے جاتے ہیں اس کے لیے آسمان کے دروازے، اللہ تعالیٰ فرمائیں گے مجھے میری عزت کی قسم میں تیری مدد ضرور کروں گا، اگرچہ کچھ دیر بعد ہی کیوں نہ کروں۔

[سنن ابن ماجه كتاب الصيام باب في الصائم لا ترد دعوته ص ۳۰۴، ۳۰۵ رقم: ۱۷۵۲]

<u>اللہ تعالیٰ اور حرمت ظلم:</u>

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنی ذات پر ظلم کو حرام قرار دیتے ہوئے فرمایا: وَلَا يَظْلِمُ رَبُّكَ اَحَدًا.

آپ کا پروردگار کسی پر بھی ظلم نہیں کرتا۔ [سورۃ الکہف: ۴۹]

حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

يَا عِبَادِيْ اِنِّيْ حَرَّمْتُ الظُّلْمَ عَلٰى نَفْسِيْ وَجَعَلْتُهٗ بَيْنَكُمْ مُحَرَّمًا فَلَا تَظَالَمُوْا.

اے میرے بندو! میں نے اپنی جان پر ظلم کو حرام قرار دے دیا ہے اور تم پر بھی ایک دوسرے پر ظلم کرنا حرام ہے، لہٰذا ایک دوسرے پر ظلم نہ کیا کرو۔

[صحيح مسلم كتاب البر والصلة باب تحريم الظلم جلد ۸ جزء ۱۶ رقم ۲۵۷۷]

<u>ظلم کے نقصانات:</u>

۱۔ ظلم اللہ تعالیٰ کے غضب، اس کی ناراضگی اور مختلف قسم کے عذابوں کا سبب بنتا ہے۔

۲۔ ظلم کے بدلے مظلوم کی بددعا کو ظالم کیخلاف اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔

۳۔ ظلم حکومتوں کے زوال اور گھروں کی بربادی کا سبب بنتا ہے۔

۴۔ ظلم، ظالم کو خوف الٰہی سے دور کردیتا ہے۔

۵۔ ظلم ایک متعدی مرض ہے جو اپنی لپیٹ میں دوسرے لوگوں کو بھی لے لیتا ہے۔

۶۔ ظلم کی وجہ سے ظالم کا دل سخت اور نور ایمان سے خالی ہوجاتا ہے۔

۷۔ ظالم کے ہاتھ کو نہ روکنے کی وجہ سے معاشرہ تباہ وبرباد ہوجاتا ہے۔

۸۔ ظلم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے۔

۹۔ ظالم اللہ تعالیٰ کے ہاں ذلیل اور رسوا ہوں گے۔

۱۰۔ ظالم رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے محروم ہوجاتا ہے۔

۱۱۔ ظلم یوم آخرت کی تاریکیوں میں سے ایک بڑی تاریکی ہے جو انسان کو صراط مستقیم سے کوسوں دور لے جاتی ہے۔

ذٰلِكَ نَتْلُوْهُ عَلَيْكَ مِنَ الْاٰيٰتِ وَالذِّكْرِ الْحَكِيْمِ۝

اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور ان کی تعلیمات ذکر کرکے نصاریٰ کے مذہب اور غلط عقائد کی تردید کرتے ہوئے عیسیٰ علیہ السلام کی الوہیت کا رد کیا۔ اور عیسیٰ علیہ السلام کے معجزات کو اصلی رنگ میں پیش کرتے ہوئے ہر معجزہ کے ساتھ لفظ "باذن اللہ" لا کر اس بات کو واضح کردیا کہ یہ تمام کے تمام معجزات اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہی وقوع پذیر ہوتے تھے، کوئی بھی نبی اپنی مرضی سے معجزہ کو واقع نہیں کرسکتا۔ اللہ تعالیٰ قادر مطلق ہے یہ تمام کام اس کی اجازت اور اذن کے ساتھ ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے بڑے احسن انداز سے عقیدہ توحید کو ثابت کرتے ہوئے نصاریٰ کو ضد اور ہٹ دھرمی کو چھوڑ کر قبولیت اسلام کا حکم دے کر فرمایا یہ قرآن مجید کی حکمت ونصیحت سے بھری ہوئی باتیں ہم آپ کو سنا رہے ہیں اور یہ رسول اللہ ﷺ کی نبوت کی واضح دلیل اور نشانی ہے۔ اس لیے نصاریٰ کو بلاتامل اسے قبول کرلینا چاہیے۔

<u>آیت سے اخذ شدہ مسائل:</u>

۱۔ کفار دنیا اور آخرت میں شدید عذاب کے مستحق ہوں گے اور ان کا کوئی حامی وناصر نہ ہوگا۔

۲۔ کفر اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری اور عذاب کا سبب بنتا ہے۔

۳۔ ایمان اور عمل صالح قرب باری تعالیٰ اور اس کی رحمت کا باعث بنتا ہے

۴۔ اہل ایمان کو ان کے اعمال کا پورا پورا اجر دیا جائیگا اور اللہ تعالیٰ عادل ہیں، ظلم اور ظالم کو پسند نہیں کرتے۔

۵۔ قرآن مجید کی آیت ذکر حکیم ہیں، ان پر غور وخوض انسان کے لیے اسباب ہدایت میسر کرتا ہے۔

دعائے صحت

محمد رفیق شریف گاؤں میر محمد ضلع قصور کے رہائشی ہیں اور کافی عرصہ سے مختلف عوارض میں مبتلا ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو جلد صحتیاب کرے۔ آمین اور قارئین سے اپیل ہے کہ وہ محمد رفیق کی کاملہ عاجلہ صحت کیلئے دعا کریں۔ [دعاگو: نوید احمد بھٹی]

وحی الٰہی کا انکار اور ہماری بے حسی

قسط:4

عطا محمد جنجوعہ

'جامع بخاری صحیح نہیں ہے' کبیر والا کا معروف عالم احمد سعید خان اس موضوع پر مناظرے کر رہا ہے اس امر کی دلالت کے لیے کیسٹ محفوظ ہے۔ایک دفعہ کا ذاتی مشاہدہ ہے نجی محفل میں دو اصحاب علم کے مابین نماز کے ایک مسئلہ پر گفتگو ہو رہی تھی، جب ایک صاحب نے بخاری شریف کا حوالہ دیا تو دوسرے نے جواب میں فوراً کہا" بخاری میں تو کھڑے ہو کر پیشاب کرنا جائز ہے اٹھ کر ہاتھ سے اشارہ کیا تو تم تو اس طرح کھڑے ہو پیشاب کیوں نہیں کرتے ؟" حدیث کو تضحیک کے انداز میں پیش کرنے والے نے اپنے مدرسہ سے دورۂ حدیث کیا ہوا تھا اس نے جرأت کیوں کی کچھ قصور مدارس کا بھی ہے جن میں احادیث کا متن ناظرہ قرآن کی طرح پڑھایا جاتا ہے حدیث کی عظمت، مقام اور توضیح پر توجہ نہیں دی جاتی۔

محترم ڈاکٹر محمود احمد غازی نے الشریعہ اکادمی گوجرانوالہ میں "مغرب کا فکری و تہذیبی چیلنج اور علماء کی ذمہ داریاں" کے موضوع پر فکری نشست سے خطاب کیا انہوں نے قرآنی تعلیم کے بعد علم حدیث کی تدریس پر اظہار خیال کرتے ہوئے کہا "علم حدیث کے نصاب کو پڑھ کر جو لوگ تیار ہوتے ہیں ان میں کوئی علم حدیث کا متخصص نہیں ہوتا ان کو محض چند فقہی موضوعات سے متعلق وہ حدیثیں یاد ہوتی ہیں جن میں فقہائے احناف کا کوئی کلام یا فقہائے شوافع کا کوئی متبادل ہے مدارس میں تین تین ماہ تک اس پر بحث ہوتی رہتی ہے کہ ایمان میں کمی بیشی ہوتی ہے یا نہیں ہوتی ؟

یہاں لوگوں کے ایمان ضائع ہو رہے ہیں لوگ ایمان ہی کو نہیں مان رہے کہ ایمان بھی کوئی چیز ہے۔رسول اللہ کے ارشاد سے کسی کو بحث نہیں آپ نے ایمان کے بارے میں کیا فرمایا وہ کسی کا Concern نہیں۔لوگوں کا مسئلہ یہ ہے کہ اپنے کسی مقتدا یا پیشوا کے نقطۂ نظر کو رسول اللہ ﷺ کی حدیث سے ثابت کر دیں۔اسکے بعد اگلے چھ مہینے ان احادیث پر خرچ ہوتے ہیں جن میں فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین کی طرح کے اختلافی موضوعات پر بیان ہوتے ہیں۔اس کے بعد جو طالب علم سب سے تیز پڑھنے والا ہوتا ہے اس کو کہتے ہیں تم پڑھو اور روزانہ چالیس صفحے پڑھو نہ استاد کو اس سے کوئی بحث ہوتی ہے اور نہ ہی شاگردوں کو کچھ پتا چلتا ہے۔کہ رسول اللہ کا ارشاد گرامی جو ساری شریعتوں کا ناسخ اور ہر چیز کا معیار ہے اور جس کے بعد ہر بات کالعدم ہے۔اسمیں کیا بات کہی گئی ہے۔کتب حدیث کی شرح کو دیکھ لیجیے، جو شروح کی بحثیں ہیں ان میں ایک باب تین جلدوں میں آیا ہے تو دوسرا باب چار جلدوں میں آیا ہے جبکہ آخر میں تین تین سطروں کے حاشیے ہیں۔

[الشریعہ مارچ 2005ص 28]

اگر مدارس میں سبقاً حدیث پڑھانے کا اہتمام ہوتا تو استاد ضرور رہنمائی کرتے کہ یہ رعایت امت کے سہل کے لیے ہے تاکہ وہ بیماری یا انتہائی مجبوری کے عالم میں کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کے عمل میں گناہ کی مرتکب نہ ہو۔صحیح بخاری پر بحث مباحثوں سے عام تعلیم یافتہ لوگوں پر یہ اثر ہوا کہ انہوں نے موجودہ علماء کے سامنے مطالبہ پیش کر دیا کہ وہ از سر نو تحقیق سے جامع بخاری کو مدون کریں آراء و افکار کے کالم میں مطبوعہ ایک خط پڑھیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ مسلمان پر اللہ تعالیٰ کی اطاعت فرض

ہے اس کا قرآن میں متعدد جگہ ذکر ہے اللہ کے احکام تو ہم کو قرآن سے ملتے ہیں اور ان کی تشریح اور تفسیر اور رسول اللہ ﷺ کا قول اور فعل، احادیث سے ملتا ہے لیکن بدقسمتی یہ ہے کہ ان احادیث کی کتابوں میں بے حد تحریف ہوتی ہے اور یہ اصل حالت میں باقی نہیں ہے، امام بخاری اور امام مسلم کی اصل کتابیں جلادی گئیں اور معدوم ہیں، چنانچہ آج حدیث کی کتاب پر یہ تصدیق نہیں ملتی کہ یہ مطابق اصل کے ہیں۔ صحیح بخاری کی بعض مثالوں سے یہ بات واضح ہے" چار مثالیں درج کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"دراصل شیعہ حکمرانوں کا جب حکومت پر قبضہ ہوا تو انہوں نے ساری شکل ہی بگاڑ دی اور ہمارے علماء آنکھ بند کر کے آج تک اس کی پیروی کر رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی صحیح حدیث اور صحیح حکم سر آنکھوں پر، اس کی اطاعت ضروری ہے۔ لہٰذا اب علماء کا کام ہے کہ صحیح احادیث کو الگ کریں اور اپنے دستخط سے اس کو جاری کریں موجودہ حالت میں یہ نا قابل قبول ہے نہ قابل تقلید، اس کو اصح الکتب بعد از قرآن کا درجہ دے کر اپنی من مانی احادیث شامل کر دی گئی ہیں۔ [ماہنامہ الشریعہ جون 2005ص 44]

مدیر صاحب نے خط شائع کر دیا اس کا محاکمہ نہیں کیا اور نہ ہی جولائی کے شمارہ میں تبصرہ ہوا ان کے جد امجد بزرگ عالم دین مولانا سرفراز صفدر نے احسن الکلام میں روایت کے اصولوں کو اپنا کر اپنا موقف منوانے کی کوشش کی ہے تاہم بخاری کے صحیح ہونے پر اتفاق ہے۔

"بخاری مسلم کی جملہ روایات کے صحیح ہونے پر امت کا اتفاق واجماع ہے اگر صحیحین کی بعض حدیثیں صحیح نہیں ہوتی تو امت کا اتفاق واجماع کس چیز پر واقع ہوا" [احسن الکلام ج اص 200]

نائن الیون کے بعد امریکہ یکے بعد دیگرے مسلم ممالک کو بمباری سے ملیا میٹ کر رہا ہے، ان کے مروجہ نظام کو درہم برہم کر کے عوامی مذہب اور مغربی تہذیب وتمدن کو فروغ دے رہا ہے۔ وہ مسلم ممالک جوان سے محروم ہیں۔ ان کے اعتدال پسند عناصر کو بین المذاہب کانفرنس میں دعوت دے کر اخوت ورواداری کا سبق دیا جا رہا ہے۔ پھر وہ بین الاقوامی نوعیت کے اہم مقامات پر جا کر مسلمانوں کو اجتہاد جدید کا درس دے رہے ہیں۔

یکم اکتوبر 2004ء کو آکسفورڈ سنٹر فار اسلامک سٹڈیز کے زیر اہتمام ایک تقریب سے ملائیشیا کے وزیر اعظم اور او آئی سی کے سربراہ ڈاکٹر عبداللہ احمد بداوی نے "اسلام، عالم اسلام اور مغرب" کے موضوع پر خطاب کرتے ہوئے کہا: "میں ایسے ملک کے وزیر اعظم کی حیثیت سے بھی آپ سے مخاطب ہوں جہاں مختلف مذاہب کے پیروکار بستے ہیں اور ان میں سے مسلمان اکثریت میں ہیں۔ اللہ کے فضل سے آج میرا ملک ایک پر امن، مستحکم اور جمہوری ملک ہے اور ترقی کے راستے پر تیزی سے گامزن ہے۔ مسلمان، بدھ مت، مسیحی، ہندو اور دیگر تمام مذاہب کے پیروکار امن اور ہم آہنگی کے ماحول میں ایک دوسرے کا احترام کرتے ہوئے اور رواداری کی فضا میں رہ رہے ہیں.........."

اجتہاد کو معاصر مسائل سے ہم آہنگ کرنے کے ساتھ ساتھ مقاصد شریعت کے فہم پر بھی از سر نو توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے۔ اسلامی قانون یا علمی فکر اپنے آپ کو محض الٰہی متن کی لفظی پیروی تک محدود نہیں رکھ سکتی۔ شریعت کو محض بے لچک قوانین کا ایک مجموعہ نہیں سمجھنا چاہیے بلکہ یہ ایک نظام اقدار بھی ہے جس میں مخصوص قوانین اور ضابطے بالاتر اقدار کے صوری مظاہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔

"مقاصد شریعت کو سمجھنے اور جدید دور میں اجتہاد کے لیے انہیں ایک بنیاد کے طور پر تسلیم کرنے سے ہم عقلی اور فکری جستجو کی روایت کا چراغ بھی روشن کر سکیں گے۔ جس کے نتیجہ میں مسلمانوں میں ایک علمی کلچر کو فروغ حاصل ہوگا۔" [الشریعہ دسمبر 04ء، ص 28]

ملائیشیا کے سابق وزیر اعظم ڈاکٹر مہاتر محمد نے بین الاقوامی یونیورسٹی اسلام آباد میں کانووکیشن میں شرکت کے لیے تشریف لائے۔ انہوں نے قانون کی حکمرانی اور آج کے عالمی ماحول کے تناظر میں اسلامی قوانین کے نفاذ کے حوالے سے جامع خطاب کیا، جن کے آخری کلمات یہ تھے: "ہم اسلامی قانون کی حکمرانی پر عمل پیرا ہو سکتے ہیں، بشرطیکہ ہم ان کی توضیح ضابطوں اور سزاؤں تک ہی نہ کریں بلکہ اس کے بجائے اس بات کا خیال رکھیں کہ یہ انصاف کے حصول کا ضامن ہو۔ اگر ضروری ہو تو ہم اس کی ہیئت کو نظر انداز کر کے اس کی روح پر عمل کریں اور اسلامی قانون کی

روح، انصاف ہے۔ ضابطے اور سزائیں اس کی اقسام ہیں اور اسے لازماً تمام قوانین پر لاگو ہونا چاہیے۔ جو بیان کردہ ہوں یا انسان کے بنائے ہوئے ہوں۔ انصاف کی حکمرانی ہی اہم ہے۔"

[ماہنامہ الشریعہ اپریل ۲۰۰۵ء، ص ۷]

ملائیشیا کے سابقہ اور موجودہ حکمران ڈاکٹر صاحبان نے اجتہادِ جدید کے بے دریغ استعمال سے تحریکِ تنویر کو پروان چڑھایا، لاہور یونیورسٹی آف مینجمنٹ سائنسز کے استاد جناب ڈاکٹر خالد ظہیر، مئی 2005ء کے وسط میں ایشیا فاؤنڈیشن کے تحت مطالعاتی دورے پر ملائیشیا اور انڈونیشیا تشریف لے گئے، واپسی پر انہوں نے اپنے تاثرات کا اظہار کرتے ہوئے جو فرمایا۔ اس کی روشنی میں جائزہ لیں۔

ہم نے ملائیشیا میں چار دن گزارے، وہاں ہم کو (Sisters in Islam) (ایک ادارہ ہے) کے تحت ان کا ٹریننگ پروگرام دکھایا گیا۔ ہمیں بتایا گیا کہ وہ کس قسم کا کام کر رہے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ہم نے اپنے معاشرے میں اسلام کی تعلیمات کے نام پر جو مظالم ہو رہے تھے۔ ان کو دیکھنے کے بعد یہ فیصلہ کیا گیا (یہ اصلاً 8 خواتین تھیں) کہ ہم مل کر خود یہ جاننے کی کوشش کریں گی کہ دین اسلام کی تعلیمات حقیقتاً کیا ہیں؟ ان کا خیال ہے کہ اب تک امت میں دین کی تعبیر اور تشریح کا جو کام ہوا ہے، وہ سارے کا سارا مردوں نے کیا ہے۔ الا ماشاء اللہ! اس لیے ہم ان کے کام کو غیر جانبدار نہیں سمجھتیں، چنانچہ انہوں نے جب دین پر غور کیا تو ان کی اپنی آراء وجود میں آئیں جو کہ ان سے بہت کچھ مختلف ہیں، جو امت میں معروف اور رائج ہیں۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ ملائیشیا میں چودہ States ہیں اور ان میں سے ہر State کا اپنا شرعی قانون ہے۔

سسٹرز ان اسلام کے ہاں ہمیں جو ٹریننگ کروائی گئی وہ بہت effective تھی، ایک خاتون تھیں اور ایک مرد جو مل کر ہمیں بتا رہے تھے اور ان کا ماحول، گفتگو، ڈائیلاگ اور Open debate کا تھا۔ سسٹرز ان اسلام جو آٹھ خواتین تھیں، ان کے بقول ان میں سے ایک عالمہ تھیں، جنہوں نے باقی سب کو اس حوالے سے روشنی کی راہ دکھائی اور بعد میں یہ معلوم ہوا کہ وہ عالمہ خاتون، اصل میں امینہ ودود تھیں جو کافی عرصہ قبل امریکہ چلی گئیں۔ یہ خواتین دوسری مظلوم عورتوں کو guide کرتی ہیں، انہیں قانونی امداد فراہم کرتی ہیں، ان کو تربیت دیتی ہیں۔ اب انہوں نے علماء کو بھی ٹریننگ دینا شروع کر دی ہے۔

اصل میں مختلف مسلم معاشروں میں جب لوگوں میں یہ احساس پیدا ہوتا ہے کہ ہمارا دین ہے کیا اور کہاں سے حاصل ہوتا ہے؟ تو روایتی ملاں حضرات اسے سمجھا نہیں پاتے اور ان کی تعبیرات کے حوالے سے دو قسم کے ردعمل پیدا ہوتے ہیں۔ ایک تو لوگ یہ کہہ کر فارغ ہو جاتے ہیں کہ اب یہ چیزیں قابل عمل نہیں اور وہ دین ہی سے ناطہ توڑ دیتے ہیں۔ البتہ دوسری قسم کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ہم اپنے دین کو خود سمجھیں گے اور جو سمجھ میں آیا تو اس پر عمل کریں گے، یہ خواتین بھی اسی قسم سے ہیں اور اپنی اس کاوش کے نتیجہ میں انہوں نے دین کی بعض محکم چیزوں کو بھی نیا رنگ دینے کی کوشش کی ہے جو کہ محل نظر ہے۔

جب ہم نے ان سے یہ بات معلوم کرنے کی کوشش کی کہ کیا آپ کی دین کے اصل ماخذ قرآن وسنت تک بالواسطہ عربی زبان تک رسائی ہے۔ تو اس کے جواب میں انہوں نے کچھ Reaction کا اظہار کیا اور کہا کہ یہ کوئی ضروری نہیں ہے، اگرچہ ہم اس کے لیے بھی کوشش کر رہے ہیں۔

انڈونیشیا میں صورتحال اس سے مختلف ہے، وہاں ہم کو جس ادارہ میں لے جایا گیا وہ بالکل مختلف ہے۔ جس میں مرد بھی ہیں اور عورتیں بھی۔ انہوں نے ہم کو سیمینار کرائے۔ جکارتہ کے سیمینار میں تین خواتین تھیں۔ اس میں جن مسائل کو زیادہ اجاگر کیا گیا، وہ تھے تعدادِ ازدواج، شوہر کا بیوی کو مارنے کا حق، شوہر کو طلاق دینے کا حق جو بیوی کو حاصل نہیں ہے، اس کے علاوہ وراثت میں لڑکے کا لڑکی ... سے زیادہ حق ہونا۔ غرض یہ ہے کہ انہوں نے جہاں کہیں بھی اسلامی تعلیمات میں مرد وعورت کے بارے میں رویوں تفاوت محسوس کیا، اس کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے یا کم کرنے کی۔

انڈونیشیا میں جو بات میں نے محسوس کی ہے وہ یہ تھی کہ وہاں ان کو پرانے سسٹم میں سے کچھ علماء ایسے مل گئے ہیں کہ جو باقاعدہ دین کے

دلائل پیش کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں کہ موجودہ آزادیٔ نسواں کی روش عین دین کی روح کے مطابق ہے۔ جو پریزنٹیشن (Presentation) میرے لیے سب سے زیادہ پریشان کن تھی، وہ ایک نوجوان عالم کی تھی کہ جس میں انہوں نے یہ بتایا کہ ہمارے ہاں دین سے استنباط کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ انہوں نے بتایا کہ اب تک یہ ہوتا رہا ہے کہ امت دین کے ماخذوں میں قرآن، سنت، حدیث، اجماع، اجتہاد، قیاس، مصلحت عامہ کو مانتی رہی ہے۔ لیکن انہوں نے کہا کہ اب حالات کے بدلنے کے بعد ہم یہ محسوس کرتے ہیں کہ یہ تمام کے تمام مختلف ذرائع اپنی جگہ ٹھیک ہیں، لیکن اب ان کی ترتیب بدلنی چاہیے۔ یعنی ان سے دین کو اخذ کرنا چاہیے۔ اب حالات کا تقاضا یہ ہے کہ سب سے پہلے مصلحت عامہ کو رکھا جائے۔ چنانچہ اب مصلحت عامہ کو دیکھ کر دین کے باقی احکام کو اس کے مطابق ایڈجسٹ کیا جائے گا۔ ان کا اصرار ہے کہ دین کا اب تقاضا یہ ہی ہے۔ [ماخوذ ماہنامہ سوئے حرم لاہور، جولائی 2005ء]

ملائیشیاء اسلامی دنیا میں صنعتی لحاظ سے ترقی یافتہ ملک ہے۔ اس نے کس طرح ترقی کی؟ مغرب نے ٹیکنالوجی کس معاہدہ کے تحت فراہم کی؟ ملٹی نیشنل کمپنیوں نے سرمایہ کاری کے لیے ملائیشیا کو کیوں ترجیح دی؟ کیونکہ ملائیشیا نے مغرب کا پورا پیکج قبول کر لیا ہے۔

ڈاکٹر محمود احمد غازی، صدر بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام آباد نے اپنے ایک خطاب میں چشم دید واقعہ بیان کیا۔ ”آج سے چند سال پہلے جرمنی میں ایک اجتماع میں جانے کا موقع ملا۔ میرے علاوہ باقی مفکرین یورپ سے بلائے گئے تھے۔ اس اجتماع کا عنوان تھا ”کیا اسلام مغرب اور یورپ کے لیے خطرہ ہے“ جس میں ایک سوال کے جواب میں اپنا تجزیہ پیش کیا کہ اب مسلمان مفکرین اور دانشوروں کی ایک بڑی تعداد اس بات کی نمائندگی کرتی ہے کہ مغربی تہذیب کے مثبت پہلوؤں سے مسلمانوں کو استفادہ کرنا چاہیے۔ جبکہ ان کے جو منفی پہلو ہیں مثلاً اخلاق اقدار کے متعلق ان کے خیالات ونظریات یا سیکولرازم اور لامذہبیت یا مرد وزن کی آزادی کا جو ان کے ہاں ہے، یہ چیزیں دنیائے اسلام کو قبول نہیں کرنی چاہییں تو اس کے جواب میں اجتماع کے شرکاء نے تقریباً بالاتفاق مجھے Controvent کیا اور کہا کہ ٹھیک ہے، آپ اس رویہ کو درست سمجھتے ہوں لیکن مغرب ان شرائط پر اپنی ٹیکنالوجی اور تہذیب وتمدن سے آپ کو استفادہ کرنے کی اجازت دینے کو تیار نہیں ہوگا۔ انہوں نے مزید کہا یہ ایک پورا پیکج ہے۔ جس کو آپ کو جوں کا توں قبول کرنا پڑے گا۔ اس میں یہ آپ کو اخذ و انتخاب (Pick and choose) کی اجازت نہیں دیں گے۔“ [الشریعہ مارچ 2005ء، ص 12]

محترم ڈاکٹر خالد ظہیر کے مطالعاتی دورہ سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ ملائیشیاء نے مغرب کا پورا پیکج جوں کا توں قبول کر لیا ہے، مغرب میں انجیل کی بجائے علم ووجدان کی بنیاد پر انسانی فلاح کے لیے قانونی مسودے تیار ہوتے ہیں۔ ملائیشیا اور انڈونیشیا میں مصلحت عامہ کے تحت وحی الٰہی کی تعبیر کا کام جاری ہے۔ تو ان کے ارکان پارلیمنٹ سے قرآن وسنت کے نفاذ کی توقع رکھنا بے معنی ہے۔

یورپ ہو یا امریکہ، عالمی بنک ہو یا اقوام متحدہ ان کا مشترکہ ماٹو عورت کی آزادی ہے، وہ جو چاہے کرے، اس پر کوئی پابندی نہیں ہے۔ ملائیشیا میں شریعت کی تعبیر کا کام عربی زبان سے ناواقف عورتوں کے سپرد ہے۔ ثقافتی روداد، مطالعاتی سفرنامہ میں نہ تھی وہ بھی یقیناً مغربی ہوگی۔ اسلام کے سنہری دور میں تمام صوبوں کے اندر عدل وانصاف کے لیے شریعت اسلامیہ کا ایک ہی پبلک قانون نافذ تھا۔ جبکہ ملائیشیا کی چودہ ریاستوں میں علیحدہ قانون رائج ہے۔ ظاہری طور پر ہر ریاست کی آزادی کا تصور ابھرتا ہے۔ مگر مستقبل قریب میں تہذیبوں کا تصادم جنم لے گا۔ مشرقی تیمور کی طرح علیحدہ وخود مختاری کا رجحان ابھرے گا، جس سے ملک کی یکجہتی وسلامتی کو خطرہ لاحق ہوسکتا ہے۔ جس میں اجتہاد جدید کی بنا پر معاشی، سیاسی اور معاشرتی شعبوں میں مصلحت عامہ یا انسانی فلاح کے لیے قانون سازی کا عمل جاری ہے۔ اس سے وحدت الادیان یا روشن خیالی کو فروغ حاصل ہو رہا ہے۔

روس میں چیچنیا کے مسلمانوں کی آزادی کو کچلنے کا عمل جاری ہے۔ ملائیشیا نے اپنے ملک میں او آئی سی کے اجلاس میں اسے بطور مبصر شرکت کی دعوت دی ہے۔ اس قسم کے روشن خیالی کے اقدامات کرنے

والے سیاسی راہنما یا مفکر اگر مغرب کے دہرے معیار پر دو چار بیان دے دیں تو مغرب، ان کے خلاف تادیبی کاروائی نہیں کرے گا۔ کیونکہ اس طرح کی بیان بازی سے وہ اسلامی دنیا کی عوام میں مقبول ہو جائیں گے۔ جب وہ کسی سیمینار میں مسلمانوں کو اجتہاد جدید کا ازبر سبق (Lesson) سنائیں گے۔تو ان کو آواز مسلم عوام میں موثر اور کارگر ثابت ہوگی۔

عالم اسلام کے سیاسی لیڈر اور مذہبی سکالر بیرون ملک سیمینارز میں مغربی فلسفہ کی روشنی میں اجتہاد جدید کا سبق سن کر آتے ہیں تو وہ اپنے اپنے ملک میں مسلم عوام کی برین واشنگ کرتے ہیں۔

ایک محقق نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی فہم وفراست کے چند نمونے بیان کرنے کے بعد نتیجہ اخذ کیا:

''ضرورت اس کی امر ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے نقوش اجتہاد کی روشنی میں عصر حاضر کے جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہ اسلامی کی تشکیل جدید پر توجہ مرکوز کی جائے اور حالات وواقعات کی رعایت رکھتے ہوئے خلق خدا کے حق میں اسلامی احکام ومسائل کی تعبیر کا وہی طریقہ اختیار کیا جائے جو خود شارح اسلام اور آپ کے بعد حضرت عمرؓ اور حضرت علیؓ نے اختیار کیا۔'' [الشریعۃ اپریل 2005ء،ص 15]

عصر حاضر میں خلق خدا کے حق میں جدید تقاضوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے فقہ کی تشکیل جدید تحریک تنویر اور ہیومن ازم کی ترجمانی ہے۔ متحدہ مجلس نے اپنے کوٹہ کی سیٹوں پر معتمد عورتوں کو پارلیمنٹ میں نمائندگی دی، تو اس وقت اجتہاد کے داعی الشریعۃ کے مدیر کے نام راقم نے مقالہ ارسال کیا۔ انتظار کے بعد جو مختصر خط بھی تحریر کیا جس میں جہاں مسجد اقصیٰ کی تولیت پر بحث بند کرنے اور مسلم مکاتب فکر کے مابین ہم آہنگی کی فضا قائم کرنے کی اقدامات کو سراہا، وہاں مغرب کی فکری یلغار کے سدباب کے لیے بھی لکھا کہ پارلیمنٹ کے مخلوط ماحول میں عورتوں کی شرکت کو علماء نے نظریہ ضرورت کے تحت گوارا کر لیا ہے تو عورتوں کا تعلیم وتربیت کے لیے اپنے محرم مردوں کے ساتھ جا کر مسجد میں باپردہ نماز جمعہ کی شرکت کیوں ممنوع ہے۔ آپ اس پر خیال کریں، محترم جناب مدیر صاحب نے خط کا پہلا حصہ شائع کر دیا، جبکہ میرا سوال حذف کر دیا۔

وطن عزیز میں روشن خیالی کی طرف پیش قدمی کا ثبوت پیش کرنے کے لیے دھوم دھام سے بسنت بھی منائی گئی اور میراتھن ریس کا سلسلہ بھی شروع ہوا، گوجرانوالہ میں مزاحمت کے دوران ایک نوجوان ٹانگ سے محروم ہو گیا۔ امریکی فوجیوں نے گوانتانامو بے کی جیل میں قرآن پاک کی بے حرمتی کی۔ الشریعۃ نے ان کی مذمت میں چند سطور تک نہیں لکھیں۔ عالم اسلام میں فقہ اسلامی کی تشکیل جدید کی ضرورت واہمیت پر زور دیا جا رہا ہے۔

مولانا محمد یوسف لدھیانوی مرحوم نے اس کو ''بے قید اجتہاد'' سے تشبیہ دی تھی۔ مذکورہ عنوان کے تحت لکھتے ہیں: ''ایک عرصہ سے شور محشر برپا ہے کہ علماء تقاضائے وقت سے نابلد ہیں، انہوں نے اجتہاد کا دروازہ بند کر رکھا ہے۔ زمانہ کہاں سے کہاں پہنچ گیا اور یہ ابھی تک بسم اللہ کے گنبد میں محصور ہیں وغیرہ وغیرہ......... علماء دین کے خلاف شور مچانے والے حضرات کسی ایک چیز کا نام تو لیں کہ دین کا فلاں تقاضا سامنے آیا اور علماء نے اس میں غفلت سے کام لیا اور وقت کے تقاضے کو چیلنج نہیں کیا۔ ہاں یہ کہنا صحیح ہے کہ لوگوں کی خواہشات منشائے الٰہی کے خلاف تھیں، علماء نے ان کے جواز کا فتویٰ نہیں دیا۔ امام العصر حضرت مولانا انور شاہ کاشمیری، علامہ اقبال مرحوم کی دعوت پر ان کے مکان پر فروکش تھے۔ تاجروں کے ایک نمائندہ وفد نے حضرت سے عرض کیا کہ ہماری قوم معیشت میں بہت پیچھے رہ گئی ہے اور زمانہ برق رفتاری سے ترقی کر رہا ہے۔ اب علماء کو اجتہاد سے کام لینا چاہیے اور بینک کے سود کے جواز کا فتویٰ دینا چاہیے۔ ان کی مرصع تقریر سن کر حضرت شاہ صاحب نے بڑی متانت سے فرمایا بھائی! اگر تم دوزخ میں جانا چاہتے ہو تو سیدھے چلے جاؤ، مولویوں کو پل کیوں بناتے ہو؟'' [الفاروق، جمادی الاول 1426ھ]

الغرض لوگ علمائے کرام سے جس اجتہاد کی توقع رکھتے ہوں وہ یہ ہے کہ لوگوں کی خواہشات جس چیز کو تقاضائے وقت سمجھتی ہوں، علمائے کرام کو بلا تکلف اس کی حلت وجواز کا فتویٰ دے دینا چاہیے۔ گویا موجودہ لادینی نظام تو جوں کا توں رکھا جائے۔ اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہ کی جائے البتہ علماء کرام 'اجتہاد' کے ذریعے قرآن وسنت کو اس بگڑے

ہوئے نظام پر فٹ کرنے کا فریضہ سرانجام دیں۔

دور فاروقی سمیت خلفائے راشدین کا تعامل ملت اسلامیہ کے لیے مشعل راہ ہے۔ اس دور میں اسلامی احکام اور قانونی مسائل کی جو تعبیریں ہوئیں وہ ہمارے لیے حجت ہیں۔ قرآن وسنت کے احکام اور خلفائے راشدین کے دور کی تعبیر میں تغیر وتبدل اور منسوخ کرنے کا اختیار موجودہ دور میں کسی کو حاصل نہیں۔ اجتہاد کسی امر کی شرعی حیثیت کے تعین کے لیے ہوتا ہے۔ عصر حاضر میں کسی امر کی شرعی حلت وحرمت کا جائزہ لینا ہو تو صرف کتاب وسنت کی طرف رجوع کرنے کا حکم ہے۔

استاذ تفسیر مولانا حمید الرحمٰن عباسی فرماتے ہیں۔ قاضی کو بوقتِ ضرورت اجتہاد کی اجازت ہے اور وہ بھی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ ﷺ کی روشنی میں اور دونوں کے دائرہ اور حدود کے اندر رہ کر قاضی کو اجتہاد کا حق حاصل ہے اور اس وقت وہ منصور من اللہ بھی ہوگا اور کتاب اللہ اور سنت رسول یعنی وحی الٰہی کو چھوڑ کر اپنی طرف سے کسی پیغمبر کو بھی فیصلہ کرنے کی اجازت نہیں تھی۔ [خلاصہ تفسیر القرآن جلد ۱ من ص ۲۱۲]

عقیدۂ ختم نبوت کی روشنی میں ہمارا پختہ ایمان ویقین ہے کہ قیامت کی صبح تک سیاسی ومعاشرتی ومعاشی نوعیت کے جتنے مسائل جنم لیں گے، خواہ وہ مغربی فلسفہ کی پیداوار ہوں یا سائنس وٹیکنالوجی کے، ان کا حل کتاب وسنت میں موجود ہے۔

جدید دور کے مسائل کا قرآن وسنت کی روشنی میں حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔ لیکن مغربی افکار کو شرعی جامہ پہنانے کے لیے کتاب وسنت سے جواز تلاش کرنا ناجائز ہے۔ مثلاً وفاقی وزیر محمد علی درانی نے میراتھن ریس کے جواز کے لیے حج کے مخلوط ماحول میں طواف کا حوالہ پیش کیا۔ ایک اور صاحب نے کہا کہ ٹائی کا استعمال عام ہوگیا ہے، لہٰذا ٹائی پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ اسلام میں موسیقی ممنوع ہے۔ جبکہ ماہنامہ اشراق کا نقطہ نظر یہ ہے کہ "ہمارے ہاں بالعموم یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اسلام موسیقی کو ممنوع قرار دیتا ہے استاد گرامی جناب جاوید احمد الغامدی کا نقطہ نظر یہ ہے کہ اسلامی شریعت میں اس تصور کی کوئی بنیاد موجود نہیں، یہ مباحات فطرت میں سے ہے۔" [ماہنامہ اشراق، مارچ 2004ء ص 2]

شریعت میں اجتہاد کی اجازت ہے۔ لیکن اہل کتاب کی تقلید ناجائز ہے جنھوں نے اپنے اجتہاد سے کلام الٰہی میں تبدیلی کردی تھی۔ [البقرہ آیت ۷۵ تا ۷۹]

نماز میں اپنے اجتہاد سے تبدیلی کردی۔ [سورہ مریم آیت ۵۹]

شریعت میں اجتہاد کے لیے کڑی شرائط ہیں، مسلمان ہونا، مکلف ہونا اور عادل ہونا تو بنیادی شرائط ہیں۔ امام احمد بن حنبلؒ نے مفتی کے لیے پانچ اوصاف کا تذکرہ کیا ہے۔

۱۔ وہ خالص نیت کا حامل ہو۔

۲۔ وہ شخص حلم وبردباری اور وقار، شائستگی جیسی صفات سے آراستہ ہو۔

۳۔ مسائل شرعیہ پر اسے مکمل عبور اور قدرت حاصل ہو۔

۴۔ کفایت شعار ہو، جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے وہ خود کو اس سے بے نیاز کرے، وگرنہ لوگوں کے ہاتھ کٹھ پتلی بن جائے گا۔

۵۔ وہ زمانے کے حالات اور لوگوں کے مکروفریب کو سمجھ سکے، صبر وشکر میں تمیز کرسکتے۔ [ماخوذ اعلام الموقعین]

سائنسی علوم وفنون کے ترقی یافتہ دور میں گوناں گوں مسائل امڈ آئے ہیں، جن کے حل کے لیے شرعی معیار پر پورا اترنے والے مجتہد پر اجتہاد کا دروازہ کھلا ہے۔ نائن الیون کے بعد مسلم ممالک میں یہودی ورلڈ آرڈر کی پیش قدمی جاری ہے۔ حکمران طبقہ امریکی اشارے پر اسلامی معیشت، سیاست ومعاشرت کو تبدیل کرنے کے لیے احکام جاری کررہے ہیں۔ جبکہ بعض نام نہاد سکالر، ان کی تائید کے لیے کتاب وسنت کی من مانی تعبیریں کررہے ہیں۔ امت مسلمہ کے مستقبل کے لیے ان کا یہ فعل غیر دانشمندانہ قدم ہے۔

[جاری ہے]

محترم قاری حبیب اللہ بسمل کو صدمہ

مورخہ 13-4-2010 بروز منگل کو قاری حبیب اللہ بسمل کے برادر اکبر میاں عطاء اللہ قضائے الٰہی سے وفات پاگئے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

مرحوم کی نماز جنازہ استاذ الحفاظ قاری عبدالستار خطیب جامع مسجد اہلحدیث چک نمبر 7 کرلی والے نے پڑھائی۔ مرحوم پابند صوم وصلوٰۃ وتبع سنت تھے۔ دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی جنت الفردوس میں جگہ دے اور قاری حبیب اللہ کو صبر جمیل عطا فرمائے۔ آمین

[شریک غم: عبدالشکور کاظم، فاضل مدینہ یونیورسٹی]

محاذ آرائی کا سبب عدم برداشت

محمد اسحاق حقانی (مدرس جامعہ اہلحدیث لاہور)

قائد اہلحدیث علامہ احسان الٰہی ظہیرؒ مرحوم فرمایا کرتے تھے کہ ''فرقہ واریت کا اصل سبب علمائے کرام کی قوت عدم برداشت سے محرومی ہے۔ جب ان کے ہاتھ میں کتاب وسنت کی دلیل کی بجائے زبان کے تیر وتلوار کے ہتھیار آجاتے ہیں تو پھر ایک دوسرے کے ساتھ دست وگریبان کا منظر دکھائی دیتا ہے۔''

آج یہی حال ہماری سیاست کے قائدین، مفکرین کا ہے، ہر جگہ عدم برداشت کی پالیسی نظر آتی ہے۔ ایک دوسرے پر اختیار واقتدار کے ذریعے اثر اندازی کی کوشش ہوتی ہے۔ جیسا کہ پچھلے دنوں پولیس اور رینجرز کی باہمی چپقلش اور مقدمہ بازی نے ظاہر کیا۔ معاشرے کے وہ طبقات جو اپنے موثر کردار سے معاشرے کی اصلاح کے ذمہ دار ہیں، وہ بھی عدم برداشت کا شکار نظر آتے ہیں۔ جس کی وجہ سے بدنامی کے ساتھ سول سوسائٹی میں اس کے اثرات بد پیدا ہو رہے ہیں۔ معاشرتی انارکی کی لہریں ہر طرف سے حملہ آور ہیں۔ کہیں مسیحا (ڈاکٹر) اور مریضوں میں دوری پیدا ہو رہی ہے، کہیں استاذ اور شاگرد کے رشتہ کا تقدس روبزوال ہے، کہیں صحافی اور معاشرے کے طبقات میں تصادم برپا ہے۔ ہر شخص اپنی ذمہ داری سے لاتعلق ہو کر دوسرے پر الزام تراشی کر رہا ہے۔ ہر جگہ مایوسی، بے چینی، بے یقینی کارفرما ہے۔ یہ اسی وقت ہوتا ہے جب انصاف کے راستے بند کر دیئے جائیں۔ علم بے دلیل ہو کر بے توقیر ہو جائے۔ طلبہ طالب کے بجائے قائد بن جائیں۔ استاد مربی کی جگہ ایڈمنسٹریٹر کا کردار اختیار کر لے۔ دلوں میں کدورتیں بھر جائیں تو پھر اصلاح کی جگہ فساد کا دور دورہ ہوتا ہے۔ معاشرے کی اصلاح کے لیے نظام تربیت کے ساتھ نیت کی درستگی ازحد ضروری ہے۔ جس کو شریعت اسلامی میں تزکیہ اور تصوف میں نفس کو مارنا کہتے ہیں۔ اسلام کا نظام شریعت اپنے اندر وہ تمام خوبیاں رکھتا ہے جو کسی معاشرے کی اصلاح کے لیے ضروری ہے۔ اس کا ایک ایسا بلند، اخلاقی، عملی اور نظریاتی نظام ہے جس کو اپنانے کے بعد طاقت کے استعمال کی ضرورت نہیں پڑتی۔ اسلامی نظام معاشرت سے پہلے دور جاہلیت پر نظر ڈالیں۔ کونسی برائی اس معاشرے میں نہیں تھی۔ فحاشی، عریانی، عزتوں کی نیلامی، بے کسوں پر ظلم وستم، عورتوں کے حقوق کی پامالی، کمزوروں کے حقوق ومال پہ رہزنی، جس کی لاٹھی اس کی بھینس کا اصول کارفرما تھا۔ مولانا حالیؔ نے ان کی اخلاقی حالت کا اپنے الفاظ میں نقشہ بیان کیا۔

چلن ان کے جتنے تھے سب وحشیانہ
ہر ایک لوٹ اور مار میں تھا یگانہ
فساد میں کٹتا تھا ان کا زمانہ
نہ تھا کوئی قانون کا تازیانہ
وہ تھے قتل و غارت میں چالاک ایسے
درندے ہوں جنگل میں بیباک ایسے
کہیں تھا مویشی چرانے پہ جھگڑا
کہیں پہلے گھوڑا دوڑانے پہ جھگڑا
لب جو کہیں آنے جانے پہ جھگڑا
کہیں پانی پینے پلانے میں پہ جھگڑا
یونہی روز ہوتی تھی تکرار ان میں
یوں ہی چلتی رہتی تھی تلوار ان میں

یہ تھا عرب معاشرے کا چال چلن، بغض عناد، بے راوی، عداوت، حسد، باہمی دشمنی کا شکار، نہ اخلاق تھا نہ کردار، نہ عقائد صحیح نہ اعمال درست۔ وہ مذہبی، معاشرتی، معاشی، اخلاقی اور سیاسی لحاظ سے پستی میں گرے ہوئے، مشفق ومربی حضرت محمد ﷺ نے ان کو تعلیم کتاب وحکمت اور تزکیہ سے ایسے بلند مقام پر فائز کر دیا کہ معاشرہ جرائم سے پاک ہو گیا۔ دوسروں کے حقوق غصب کرنے والے لوگوں کے حق ان کے دروازے تک پہنچانے لگے۔ عدم برداشت کے شکار دوسرے کی شکایت سن کر سر جھکانے والے ہو گئے۔

اس لیے آج بھی ہمیں اصلاح معاشرہ کے لیے تحمل وبرداشت کی ضرورت ہے۔ مذہبی اور سیاسی جماعتیں اپنے کارکنوں کو تزکیہ وطہارت کے سبق یاد کرائیں۔ سرکاری ملازمین کے لیے بھی حکمانہ تربیت کے ساتھ دینی، اخلاقی تربیت کا کورس ہو۔ اس کے لیے دینی جماعتوں کو متحد ہو کر ارباب اختیار واقتدار کو اس کا احساس دلانا چاہیے۔

قیامت کی نشانیاں

☆......الحکمة......☆

مولانا اکرام اللہ ساجد کیلانیؒ

عن ابی هريرة قال بينما النبی صلى الله عليه وسلم يحدث اذجاء اعرابی فقال: متی الساعة قال: إذا ضيعت الامانة فانتظر الساعة قال كيف إضاعتها قال: إذا وسد الأمر إلى غير أهله فانتظر الساعة.

(صحيح بخاری، بحواله مشكوٰة، باب اشراط الساعة)

''حضرت ابوہریرہؓ بیان فرماتے ہیں، اس دوران کہ نبی کریم ﷺ (ہمارے درمیان) محوگفتگو تھے، ایک اعرابی آیا اور کہا: (حضور ﷺ) قیامت کب آئے گی؟ آپ ﷺ نے فرمایا: جب امانت کو ضائع کیا جائے تو قیامت کا انتظار کر، اعرابی نے کہا (اللہ کے رسول ﷺ) امانت کیوں کر ضائع ہوگی؟ فرمایا: جب امور نااہل لوگوں کے سپرد کیے جائیں تو قیامت کا منتظر رہ۔

قیامت برحق ہے۔ عقلاً بھی، نقلاً بھی اور کتاب وسنت میں جو نشانیاں اس کی مذکور ہیں، ان کے حوالے سے بھی!

عقلاً یوں کہ کوئی چنگیز صفت شخص اگر ہزاروں لاکھوں انسانی زندگیاں برباد کر ڈالتا ہے، تو آپ اس کے لیے کون سی سزا تجویز کریں گے؟ زیادہ سے زیادہ موت، اور وہ بھی ایک مرتبہ۔۔ کیا اس سے عدل وانصاف کے تقاضے پورے ہو جائیں گے؟۔۔ عقل بضد ہے کہ قیامت قائم ہو، اور اس ظالم کو اس کے ظلم کا بھرپور بدلہ ملے۔۔ ایسا بدلہ کہ:

يأتيه الموت من كل مكان وما هو بميت ومن ورآئه عذاب غليظ (ابراهيم: ١٧)

ہر طرف سے اسے موت آئے، لیکن وہ مرنے ہی میں نہ آئے۔۔ پھر اس کے علاوہ بھی شدید ترین عذاب (سے دوچار ہو اور یہ سلسلہ کبھی ختم ہونے میں نہ آئے)

جہاں تک قیام قیامت کے لیے نقلی دلائل کا تعلق ہے، تو ان کا شمار ممکن نہیں کتاب وسنت کے صفحات ان سے بھرے پڑے ہیں۔ رہیں قیامت کی نشانیاں، تو ان میں سے کچھ پوری ہو چکیں، کچھ ایسی ہیں کہ اپنی آنکھوں سے ہم انہیں پورا ہوتے دیکھ رہے ہیں اور باقی بھی پوری ہو کر رہیں گی۔ قیامت کب آئے گی؟ اس کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ یہ ان پانچ چیزوں میں سے ایک ہے، جنہیں صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور جن کا ذکر قرآن مجید کی سورہ لقمان کی آخری آیت میں ہے۔۔۔ یہی وجہ ہے کہ اعرابی کے سوال: قیامت کب آئے گی؟ کے جواب میں نبی کریم ﷺ نے اس کا ٹھیک وقت نہیں بتلایا، ہاں اس کی ایک نشانی بتلا دی کہ ''جب امانت ضائع ہو، تو قیامت کا انتظار کر!''۔

امانت انسان کی وہ صفت ہے کہ جس کی بدولت، جو کام اس کے سپرد کیا جائے، کماحقہ، وہ اس سے عہدہ برآ ہو۔ کوئی اپنا مال اس کے پاس رکھوائے، تو طلب کرنے پر جوں کا توں اسے واپس لوٹا دے۔۔ کوئی اجرت پر اس سے کام لے، تو اطمینان بخش طریقے سے اسے انجام دے، حتیٰ کہ کام لینے والے کی عدم موجودگی میں بھی اس کی کارکردگی میں کوئی فرق نہ آئے۔۔ دھوکہ، فریب، دغا سے کامل پرہیز کرے اور اس سلسلہ میں اس کا ظاہر وباطن یکساں ہوگا، تو ایسے شخص کو امانت دار یا ایماندار کہا جاتا ہے۔۔ لیکن آج ہم دیکھ رہے ہیں کہ امانت داری یا ایمان داری کی یہ جنس مسلسل ناپید ہوتی چلی جا رہی ہے، جب کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایسا وقت آئے تو قیامت کے منتظر رہو۔

اعرابی نے مزید وضاحت چاہی: ''اللہ کے رسول ﷺ، امانت کیوں کر ضائع ہوگی؟'' تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''جب امانتیں نااہل لوگوں کے سپرد ہوں گی!'' یہ گویا ایک مزید نشانی آپ ﷺ نے بتلائی، جو پہلی

نشانی کی وضاحت بھی کر رہی ہے۔۔۔ یعنی سیاست وحکومت، عدل وانصاف، وعظ وارشاد اور دعوت وتبلیغ وغیرہ امور ایسے لوگوں کے قبضے میں چلے جائیں جو ان کو انجام دینے کے اہل نہ ہوں!

نا اہل شخص کو اصل کام سے غرض نہیں ہوتی۔۔۔ کام بگڑے یا سنورے، اس کے تقاضے پورے ہوں یا نہ ہوں، وہ اس ذمہ داری کا مستحق بھی ہے یا نہیں، اس کی بلا سے۔۔۔ اسے تو بس اپنے اور اپنے متعلقین کے مفادات عزیز ہوتے ہیں۔

یا مال ودولت، عزت وجاہ، مقام ومرتبہ، نام ونمود اور شہرت وریا اس کے نزدیک اولین حیثیت رکھتے ہیں، جب کہ ذمہ داریوں کا احساس اس کے ہاں ثانوی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔۔۔ چنانچہ آج حالات بالکل اسی نہج پر جا رہے ہیں!۔۔۔ اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب ایسے حالات پیدا ہوں تو سمجھو کہ قیامت قریب ہے! مشکوۃ کتاب الایمان کی اولین حدیث (حدیث جبریل) میں قیامت کی نشانیوں میں سے ایک نشانی رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی بیان فرمائی کہ ننگے، برہنہ پا اور بکریوں کے چرواہے فلک بوس عمارتیں تعمیر کریں گے۔ اور صورت حال اس حیثیت سے بھی قرب قیامت کا واضح اعلان کر رہی ہے کہ ایک عامی شخص کے مسائل سے موجودہ دور کے حکمرانوں کو خبر ہی نہیں ہوتی!

تاہم قیامت کی نشانیاں بہر حال پوری ہو کر رہنے کا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ چونکہ ابھی یہ مکمل نہیں ہوئیں، لہٰذا ہم اپنے حالات پر قانع رہیں اور اپنی آخرت کے سنوارنے کی کوئی کوشش نہ کریں۔۔۔ ہاں بلکہ انداز فکر یہ ہونا چاہیے کہ عقلی اور نقلی دلائل کے علاوہ اگر یہ نشانیاں بھی اس امر پر شاہد ہیں کہ قیامت بہر حال قائم ہوگی، تو ہمیں اس کے لیے تیاری کرنی چاہیے۔۔۔ ویسے بھی من مات فقد قامت قیامۃ کے مصداق، جس شخص کو موت کے پنجوں نے جس وقت بھی آن دبوچا، اس کی قیامت تو اسی وقت قائم ہوگئی!۔۔۔ جب کہ اس کا علم سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو بھی نہیں کہ زندگی کی مہلتیں کسی کو، کس قدر حاصل ہیں؟۔۔۔ تو پھر کیوں نہ ہر دم اور ہمہ وقت اس کے لیے چوکس رہا جائے؟

☆......☆......☆

خوشخبری

جامعہ سلفیہ للبنات چوک بیگم کوٹ لاہور میں چالیس روزہ توحید وسنت سمر کیمپ کا انعقاد کیا گیا ہے۔ الحمد للہ

نصاب: قرآن مجید سے منتخب سورتوں کا ترجمہ وتفسیر، تجوید وقراءت، احادیث مبارکہ، اربعین نووی، عقیدہ آئیے عقیدہ سیکھئے، نماز نبوی ﷺ، آداب زندگی، منہاج المسلم۔

آغاز کلاس: یکم جون سے 10 جولائی تک

اپیل: اہل اسلام کی بیٹیاں شرکت فرما کر قلیل وقت میں علمی خزانہ حاصل کریں۔

وقت کلاس: صبح 7 بجے سے 1 بجے تک

کامیاب ہونے والی طالبات کو انعامات واسناد سے نوازا جائے گا۔

نوٹ: بیرونی طالبات کیلئے ہاسٹل کی سہولت موجود ہے۔

[رابطہ: 0333-4340276]

مولانا عبدالرشید ارشد کا سانحہ ارتحال

معروف عالم دین، شیخ الحدیث مولانا عبدالرشید ارشد آف بھوئے آصل مورخہ 11-5-2010 کو طویل علالت کے بعد داعی اجل کو لبیک کہہ گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی نماز جنازہ ان کے بڑے بھائی مولانا عبدالمجید نے پڑھائی۔ جس میں ہر شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والوں نے کثیر تعداد میں شرکت کی اور بلندی درجات کی دعا کی۔ مرحوم بہت سی خوبیوں کے مالک تھے اور ساری عمر دین کی تبلیغ کرتے ہوئے گزاری۔ ان کی وفات پر حافظ عبدالغفار روپڑی، حافظ عبدالوہاب روپڑی نے گہرے دکھ اور رنج کا اظہار کیا اور ان کے لواحقین سے تعزیت کرتے ہوئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جوار رحمت میں جگہ دے۔ قارئین بھی ان کے لیے دعائے مغفرت کریں۔ مرحوم نے لواحقین میں سات بیٹے اور سات بیٹیاں چھوڑی ہیں اور مرحوم جماعت اہلحدیث لاہور کے ناظم نشر واشاعت عارف مجاہد کے سسر تھے۔

[ادارہ]

دین و دُنیا کی اعلیٰ تعلیم و تربیت کی مثالی درسگاہ جامعة لاهور الاسلامية (رحمانیہ)

داخلہ جاری

میٹرک پاس یا میٹرک امتحان سے فارغ طلبہ فوری رابطہ کریں!

مدینہ یونیورسٹی میں متوقع داخلہ ⊛ ممتاز طلبا کو ہر ماہ ۵۰۰ وظیفہ ⊛ ہر شعبہ میں عمرہ کے 4 انعام

اعلیٰ معیارِ تعلیم ⊙ عربی گرامر اور تجوید پر خصوصی توجہ ⊙ فاضل مدینہ یونیورسٹی و تجربہ کار اساتذہ

وسیع اور جدید نظامات سے مزین دو عمارتوں میں جملہ سہولیات سے آراستہ

- مڈل تا ایم اے لازمی جدید تعلیم
- بہترین کمپیوٹر لیب میں کمپیوٹر ٹریننگ
- کلاس رومز اور ڈائننگ ہال کرسی میز پر
- بہترین قیام وطعام
- مفت علاج

اعزازات: 4 طلبہ کا داخلہ مدینہ یونیورسٹی ⊙ وفاق المدارس میں سب سے زیادہ 4 پوزیشنیں ⊙ پنجاب یونیورسٹی اور اسلامی یونیورسٹی، اسلام آباد میں Ph.D کی پہلی پوزیشنیں ⊙ بین الجامعاتی تقریری تحریری و حفظ قرآن و حدیث مقابلوں میں ممتاز پوزیشنیں ⊙ طلبہ جامعہ کا مثالی مجلہ 'رشد' اور جامعہ میں وسیع لائبریری

مولانا حافظ عبدالرحمن مدنی: 91 بابر بلاک، نیوگارڈن ٹاؤن، لاہور، فون: 0301-4415977

قاری شکیل احمد صدر پاکستان مسلم لیگ (ن) سعودی عرب و رہنما سعودی عرب مسلم کمیونٹی و مسلک اہلحدیث کے خادم 19 ستمبر کو سعودی عرب میں انتقال کر گئے تھے، اناللہ وانا الیہ راجعون۔

ان کی حیات و خدمات کے حوالہ سے ان کے بھانجے میاں حافظ محمد ابوبکر عتیق ایم اے آف دوبئی صاحبزادہ قاری محمد عمر فاروق گولڈ میڈلسٹ صدر تنظیم اتحاد القراء اہلحدیث پاکستان ضلع وہاڑی، قاری محمد حمزہ مکی پرنسپل جامعہ تعلیم القرآن والحدیث کوٹلہ محمد ظریف خاں شورکوٹ ایک جامع کتاب ترتیب دے رہے ہیں، اہل قلم حضرات سے گذارش ہے کہ وہ اپنے مضامین، نظم ونثر اور پیارے ماموں قاری شکیل احمدؒ کے اساتذہ، شاگرد، دوست اور ساتھ کام کرنے والے ان کے بارے میں جو کچھ جانتے ہیں ہمیں ضرور تحریر ارسال فرما کر شکریہ کا موقع دیں اور جو حضرات ساتھ تصویر بھیجیں گے وہ بھی کتاب میں شائع کی جائے گی۔

پتہ: صاحبزادہ قاری محمد عمر فاروق مدرسہ و مسجد نور الہدیٰ اہلحدیث چونگی نمبر 6 فرمان آباد 435/E-B بورے والہ ضلع وہاڑی 0314-6018195

ذوالحلیفہ حج و عمرہ کی طرف سے سپیشل آفر

یہ آفر محدود مدت کے لیے ھے

3 سٹار ہوٹل کے ساتھ	14 راتیں مکمل ٹرانسپورٹ	21 راتیں مکمل ٹرانسپورٹ	28 راتیں مکمل ٹرانسپورٹ
4-6 بیڈ	14000/-	17000/-	20,000/-
3 بیڈ	18,000/-	21,500/-	24,500/-
2 بیڈ	20,000/-	24,000/-	28,500/-

چیف ایگزیکٹو: حافظ عبدالرحیم

0321-4114174 / 0300-69962215

99 ریلوے روڈ نزد گورنمنٹ کالج آف ٹیکنالوجی لاہور

042-37381262 / 042-35504962

WEEKLY LAHORE
TANZEEM AHL-E-HADITH
فون تنظیم اہلحدیث (042) 5854010
فون مرکز اعلیٰ تنظیم اہلحدیث (042) 6581025
C.P.L - 104

جماعت اہل حدیث کا معروف قدیم تعلیمی ادارہ

جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

کتاب وسنت اور سلف صالحین کی روایات کا علمبردار

تمام احباب جانتے ہیں کہ جامعہ اہل حدیث لاہور جماعت اہلحدیث کا قدیم ترین دینی ادارہ کتاب وسنت کی تعلیم وترویج میں مصروف عمل ہے جس میں اس وقت تقریباً تین صد طلبا زیر تعلیم ہیں ان کی تعلیم وتربیت کے لیے 22 محنتی اور قابل اساتذہ کرام مامور ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جامعہ ہذا مندرجہ ذیل شعبوں پر مشتمل ہے۔ (۱) تحفیظ القرآن (۲) شعبہ تجوید وقراءت (۳) درس نظامی (۴) وفاق المدارس (۵) دارالافتاء، (۶) تصنیف وتالیف (۷) فن مناظرہ (۸) دعوت وارشاد (۹) کمپوٹر (۱۰) میٹرک، ایف اے تا بی اے تک عصری تعلیم کا معقول بندوبست ہے۔

سالانہ اخراجات: جامعہ کا سالانہ خرچ جس میں طلبا کے قیام وطعام، ادویات، صابون، اساتذہ وملازمین کی تنخواہوں سمیت تقریباً 55 لاکھ سے تجاوز کر چکا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احباب کے تعاون سے پورا ہوتا ہے۔ اس لیے

گندم کی کٹائی کے موقع پر احباب سے خصوصی اپیل کی جاتی ہے

کہ عشر نکالتے وقت جامعہ کے طلباء کے لیے زیادہ سے زیادہ حصہ پہنچا کر اجر عظیم حاصل کریں، تاکہ حضرت العلام حافظ عبداللہ محدث روپڑی، حافظ محمد اسماعیل روپڑی اور حافظ عبدالقادر روپڑی کا لگایا ہوا پودا پھلا پھولا رہے اور تا ابد قائم ودائم رہے۔

اللہ کریم ہمارے نیک اعمال قبول فرمائے۔ آمین

حافظ عبدالغفار روپڑی

مدیر جامعہ اہلحدیث چوک دالگراں لاہور

فون: 7670968 / 042-7656730 فیکس: 042-7659847